۶۰ سال پہلے

قرآن مجید کے اصول جس زمانہ میں تعلیم کیے گئے وہ ایسا زمانہ تھا کہ نہ صرف عرب بلکہ تمام دنیا متحارب قوموں، فرقوں اور طبقوں میں بٹی ہوئی تھی۔ اس حالت میں قرآن نے انتہائی بین الاقوامیت کی تعلیم دے کر ایک بالکل نئی چیز دنیا کے سامنے پیش کی۔ یہ ایک غایت درجہ کا بے باکانہ اقدام تھا، مگر یہ اسی قسم کے اقدامات میں سے تھا جن کا اظہار قرآن مجید نے اپنے دوسرے اصولوں کی تعلیم میں کیا ہے۔ بلاشبہ قرآن اس اصول کو تسلیم کرتا ہے کہ انسان طبقات میں منقسم ہیں اور درجات کی کمی و بیشی حق بجانب ہے تا کہ شخصی قابلیتوں کو آزمائش کا پورا موقع مل سکے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ قطعیت کے ساتھ کہتا ہے کہ فرقوں اور باہم جنگ کرنے والے عناصر کا وجود دراصل قانون الٰہی سے انحراف اور تجاوز کر جانے کی سزا ہے۔ جتنے شعوب و قبائل دنیا میں موجود ہیں، اپنی طبیعی اصل کے اعتبار سے یکساں ہیں، اور ان کے امتیازی خصائص کا بقا صرف اس غرض کے لیے درست ہے کہ انسان اور انسان کے درمیان تمیز ہو سکے۔ باقی رہی فضیلت اور شرافت و بزرگی تو قرآن صاف کہتا ہے کہ وہ کسی نسل، کسی قبیلے، کسی خاندان اور کسی قوم سے تعلق رکھنے کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اعلیٰ سیرت اور نیک کردار کی بنا پر ہے۔ جس شخص نے خود اپنی پھوپھی زاد بہن کی شادی ایک غلام سے کر دی، جو شخص ایک غلام زادے کو اشراف قریش کی فوج کا سپہ سالار بنا سکتا تھا، جو شخص اپنے انتہائی عروج کے زمانہ میں اپنی قوم کے ایک نہایت غریب آدمی کی سی زندگی بسر کر سکتا تھا، جس کے دل میں کمزوروں اور پست حال لوگوں کی بھلائی کے سوا کوئی اور خیال نہ تھا، ایسے شخص کا طرز عمل خود ہی پرانی حد بندیوں کی شکست کا ایک زندہ نمونہ تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ بین الاقوامی تخیل کے حامیوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ نسل، زبان اور جغرافی تقسیموں کی بظاہر ناقابل عبور حد بندیاں ہیں اور تخیلات خواہ کتنے ہی مقدس ہوں، مگر انسان اپنے روز افزوں ذرائع کے باوجود آج تک ان رکاوٹوں پر غالب آنے اور ان تصورات کو حقیقت بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکا ہے جن کا اشتہار "انسان کی پارلیمنٹ اور عالم گیر وفاق" کے دل خوش کن عنوانات سے وہ بڑے زور شور کے ساتھ دے رہا ہے لیکن پیغمبر اسلام نے نوع انسانی کو ایک راستہ دکھایا، قانون کلی کا راستہ، جس کو نسل، وطن، زبان اور جغرافی اشکال کی تمام شدید حد بندیوں کے باوجود تمام انسان قبول کر سکتے ہیں، اور آپ نے خود روم، حبش، فارس اور عرب کے لوگوں کو اس قانون کی اطاعت میں جمع کر کے نہ صرف ایک بلند تخیل پیش کیا بلکہ اس کو عملی جامہ پہنا کر بھی دکھا دیا، جس کی نظیر آج تک کوئی دوسرا انسان پیش نہ کر سکا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(پروفیسر ہارون خان شیروانی، قرآنی نظریہ سلطنت، جلد ۸، عدد ۴، ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ، جون ۱۹۳۶)